

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
كَلَّا لَنْ يَجْعَلَنَا
يَوْمَ الْحِجَّةِ

گستاخ رسول کی سزا قتل

مولانا سید احمد سعید کاظمی

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعدالت جناب چیف جش، وفاقی شرعی عدالت پاکستان
بیان مکمل: سید احمد سعید کاظمی صدر مرکزی جماعت المفت،
پاکستان و شیخ الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم ملکان

محترم محمد اعلیٰ قریشی سینیٹر ایڈوکیٹ پریم کورٹ پاکستان لاہور، نے ہمام اسلامی جمہوریہ پاکستان، تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۵ الف اور دفعہ ۲۹۸ الف کے خلاف شرعی عدالت میں ایک درخواست دائر کی ہے۔ جہاں تک اہانت رسالت اور توہین و تنقیص نبوت سے اس درخواست کا تعلق ہے، میں اس سے پوری طرح تنقیص ہوں اور دلائل شرعیہ (کتاب و سنت، اجماع امت اور تصریحات علماء دین) کے مطابق میں اس کی مکمل تائید اور حمایت کرتا ہوں۔ اس سلسلے میں میرا تقاضی بیان درج ذیل ہے:

کتاب و سنت، اجماع امت اور تصریحات ائمہ دین کے مطابق توہین رسول کی سزا صرف قتل ہے۔ رسول کی صریح مخالفت توہین رسول ہے۔ قرآن مجید نے اس جرم کی سزا قتل بیان کی ہے۔ اسی پناپ کافروں سے قاتل کا حکم دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے۔

ذلک يَا أَيُّهُمْ هَاجَلُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ (انفال ۱۳) یہ (یعنی کافروں کو قتل کرنے کا حکم) (دارک التغییل ج ۲ ص ۷۴ غازنی ج ۲۲ ص ۱۸۲) اس لیے ہے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی صریح مخالفت کر کے ان کی توہین کا ارتکاب کیا۔ توہین رسول کے کفر ہونے پر بکثرت آیات قرآنیہ۔ شاہد ہیں مثلاً وَلَيْسَ سَالْتُهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَيُّهُلِلَّهُ وَأَيُّهُ وَرَسُولُهُ كُنُّتُمْ تَسْتَهْوِنُ لَا تَعْلَمُوْا أَقَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (توبہ ۶۵-۶۶) ”اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے ہم تو صرف اُسی مذاق کرتے تھے۔ آپ (ان سے) کہیں، کیا تم اللہ اور اس کی آئینوں اور اس کے رسول کے ساتھ ہمی مذاق کر تھےو۔ کوئی عذر نہ کرو۔ بے شک ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔“ مسلمان کہلانے کے بعد کفر کرنے والا مرتد ہوتا ہے اور از روزے قرآن مرتد کی سزا صرف قتل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ لِلْمُخْلَفِينَ مِنَ الْأَغْرَابِ سَتَدْعُونَ إِلَىٰ قُرْبٍ أُولَئِي نَأْمَسِ فَهَدَيْنَدْ تَقْاْلِيُّنَهُمْ أُولَئِنَّا مُسْلِمُونَ (آل عمران ۱۶) ”اے رسول اللہ یا کچھ رہ جانے والے دیہاتیوں سے فرمائیجئے، عقریب تم سخت جگ کرنے والوں کی طرف بلاعے جاؤ گے۔ تم ان سے قاتل کرئے رہو گے یادہ مسلمان ہو جائیں گے۔“ یہ آیت مرتدین الہی یامد کے حق میں بطور اخبار بالغیب نازل ہوئی۔ اگرچہ بعض علانے اس مقام پر فارس و روم وغیرہ کا ذکر بھی کیا ہے، لیکن حضرت رافع بن خدنعؓ کی حسب ذیل روایت نے اس آیت کو مرتدین علی خیفہ (اللہ یاماد) کے حق میں تحقیق کر دیا۔

عن رافع بن خديج انا کنا فقراء هذه الاية فيما مضى ولا نعلم من هم حتى دعا ابو بکر^ر
الى قتال بنتی حنیفة فلعلمنا انهم اریدوا بها۔ (روح العالی ج ۲۶ ص ۱۹۳) ابجر الحجۃ ج ۸ ص ۱۳۳) "حضرت رافع
بن خدنجؓ فرماتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں ہم اس آیت کو پڑھا کرتے تھے اور ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ کون لوگ
ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے (مرتدین) بنتی حنیفة (اہل یمامہ) کے قال کی طرف مسلمانوں کو
بلایا۔ اس وقت ہم سمجھے کہ اس آیت کریمہ میں یہ مرتدین ہی مراد ہیں۔"

ثابت ہوا کہ اگر مرتد اسلام نہ لائے تو از روئے قرآن اس کی سزا قتل کے سوا کچھ نہیں۔ قتل مرتد کے
بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ اختصار کے پیش نظر صرف ایک حدیث بیش کی جاتی ہے:

الَّتِي عَلَىٰ بَزَدَنَالْهُ فَاحْرَقُوهُمْ (وفي رواية أبي داؤد) ان علیاً احرق ناساً ارتد واعن الاسلام
فبلغ ذلك ابن عباس فقال لو كنت النّاس لم احرقهم لتهي رسول الله ﷺ لا تعدوا بعد اذاب الله
ولقتلتهم لقول رسول الله ﷺ من بدل دينه فاقتلوه۔ (بخاري ج ۲ ص ۱۰۲۳ ابی داؤد ج ۲ ص ۱۳۸) "حضرت علیؑ
کے پاس (مرتد ہو جانے والے) زنداق لوگ لائے گئے تو آپ نے انھیں جلا دیا۔ اس کی خبر حضرت عبد اللہ بن
عباس کو پہنچی، تو انھوں نے فرمایا، اگر (آپ کی بجائے) میں ہوتا، تو انھیں نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ
کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو، اور میں انھیں قتل کر دیتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو (مسلمان)
اپنے دین سے پھر جائے، اسے قتل کر دو۔"

قتل مرتد کے بارے میں صحابہ کا طرز عمل

صدیقؓ اکبرؓ نے مند خلافت پر بیٹھنے ہی جس شدت کے ساتھ مرتدین کو قتل کیا، محتاج بیان نہیں۔ صحابہ
کرامؓ کے لیے مرتد کو زندہ دیکھنا ناقابل برداشت تھا۔ حضرت ابو موسی اشرعیؓ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما
دوноں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یعنی کے دونوں حضور صلوات پر حاکم تھے۔ ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل حضرت
ابو موسی اشرعیؓ سے ملاقات کے لیے آئے۔ ایک بندھے ہوئے شخص کو دیکھ کر انھوں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ ابو
موسی اشرعیؓ نے فرمایا:

کان یہودیا فاسلم ثم تھود قال اجلس قال لا اجلس حتى يقتل قضاء الله ورسوله ثلاث
مرات فامر به قتل۔ (بخاری باب حکم المرتد ج ۲ ص ۱۰۲۳ ابی داؤد کتاب الحدود ج ۲ ص ۱۳۸)

"یہ یہودی تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد پھر یہودی (ہو کر مرتد) ہو گیا۔ حضرت ابو موسی اشرعیؓ نے
حضرت معاذ بن جبلؓ کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ انھوں نے تمن بار فرمایا: جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے، میں نہیں
بیٹھوں گا۔ (قتل مرتد) اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے چنانچہ حضرت ابو موسی اشرعیؓ کے حکم سے اسے اسی وقت
قتل کر دیا گیا۔"

گستاخ رسول کا قتل غلاف کعبہ سے لپٹے ہوئے توہن رسول کے مرکب مرتد کو سجد حرام میں قتل کرنے کا حکم
رسول اللہ ﷺ نے دیا۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ قعؓ کہ کے دن رسول اللہ ﷺ کہ مکرمہ میں
تشریف فرماتے۔ کسی نے حضور ﷺ سے عرض کی، حضور ﷺ! (آپ کی شان میں توہن کرنے والا) ابن حلل
کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "قتلوا" اسے قتل کر دو۔"

(بخاری باب دخل الحرم ج ۱ ص ۲۳۹ بخاری باب این رکن النبی ﷺ ج ۲ ص ۶۱۳)

یہ عبد اللہ بن خطل مرتد تھا۔ ارتداد کے بعد اس نے کچھ ناقن قتل کیے، رسول اللہ ﷺ کی بھوئیں شعر کہہ کر حضور ﷺ کی شان میں توپین و تنقیص کیا کرتا تھا۔ اس نے دو گانے والی لوٹیاں اس لیے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضور ﷺ کی بھوئیں اشعار کایا کریں۔ جب حضور ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اسے غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اس کی گردان ماری گئی۔

(فتح الباری ج ۸ ص ۱۳) باب این رکن النبي الرایۃ یوم الفتح)

یہ صحیح ہے کہ اس دن ایک ساعت کے لیے حرم مکہ کو حضور ﷺ کے لیے حلال قرار دے دیا گیا تھا، لیکن بالخصوص مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اس کا قتل کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول باقی مرتدین سے بدر جہا بدر و بدحال ہے۔

اجماع امت ۱..... قال محمد بن سخنون اجمع العلماء ان شاتم النبي ﷺ المتقصص له کافر والوعید جار عليه بعذاب الله له و حكمة عند الامة القتل ومن شك في كفره وعداته كفر. (الشفاء باب ما هو في حقه ح ۲ ص ۱۹۰) ”محمد بن سخنون نے فرمایا، علماء امت کا اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گماں دینے والا حضور ﷺ کی توپین کرنے والا کافر ہے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے۔ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، کافر ہے۔“

۲..... وقال ابو سليمان الخطابي لا اعلم احدا من المسلمين اختلف في وجوب قتله اذا كان مسلماً. (النصارى المسلمون باب قتل ساب النبي ﷺ ح ۲ ص ۱۹۰) ”امام ابو سليمان الخطابي“ نے فرمایا، جب مسلمان کہلانے والا نبی ﷺ کے سب کا مرکب ہو تو میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس نے اس کے قتل میں اختلاف کیا ہو۔“

۳..... واجمعت الامة على قتل متقصصه من المسلمين وسائمه.

(الشفاء باب فیمن متقصصه او سبه عليه السلام ح ۲ ص ۱۸۶)

”اور امت کا اجماع ہے کہ مسلمان کہلا کر حضور ﷺ کی شان میں سب کے اور تنقیص کرنے والا قتل کیا جائے گا۔“

۴..... قال ابوبکر بن منذر اجمع اهل العلم على ان من سب النبي ﷺ يقتل قال ذلك مالک بن انس والليث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعی قال القاضی ابو الفضل وهو مقتضی قول ابی بکر الصدیق ”ولا تقبل توبته عند هؤلاء ويمثله قال ابوحنیفة واصحابة والغوری واهل الكوفة والوزاعی فی المسلمين لكنهم قالوا هي ردة. (الشفاء باب ما هو في حقه ح ۲ ص ۱۸۹) ”امام ابوبکر بن منذر نے فرمایا، عامہ علماء اسلام کا اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کو سب کرے، قتل کیا جائے گا۔ ان ہی میں سے مالک بن انس، لیف، احمد، اسحاق (رحمہم اللہ) ہیں اور یہی شافعی کا مذہب ہے۔ قاضی عیاض نے فرمایا، حضرت ابوبکر صدیق ”کے قول کا سیکھی متفق ہے۔ (پھر فرماتے ہیں) اور ان ائمہ کے نزدیک اس کی توبہ بھی قول نہ کی جائے گی۔ امام ابوحنیفة، ان کے شاگردوں، امام ثوری، کوفہ کے دوسرے علماء اور امام اوزاعی کا قول بھی اسی طرح ہے۔ ان کے نزدیک یہ رذت ہے۔“

۵..... ان جمیع من سب النبي ﷺ او عابہ او الحق به نقاصاً فی نفسه او نسبہ او دینہ او خصلہ من خصالہ او عرض به او شبہ بشی علی طریق السب لہ او الازراء عليه او التصغیر بشانہ او الغض منه

والعيوب له فهو سائب له والحكم فيه حكم الساب يقتل كمانبيه ولا نستثنى فصلًا من فصول هذا الباب على هذا المقصود ولا نمترى فيه تصریحًا كان او تلویحًا وهذا كلہ اجماع من العلماء والامة الفتوی من لدن الصحابة رضوان اللہ علیہم الی هلم جرا۔

(الشافعیہ باب ماهور فی حقہ تکفیر حج ۱۸۸ ص ۲)

”بے شک ہر وہ شخص جس نے نبی کریم ﷺ کو گالی دی یا حضور ﷺ کی طرف کسی عیب کو منسوب کیا یا حضور ﷺ کی ذات مقدسہ، آپ ﷺ کے نب، دین یا آپ ﷺ کی کسی خصلت سے کسی شخص کی نسبت کی یا آپ ﷺ پر طمع زدنی کی یا جس نے بطرق سب اہانت یا تحقیر شان مبارک یا ذات مقدسہ کی طرف کسی عیب کو منسوب کرنے کے لیے حضور ﷺ کو کسی چیز سے تشیہ دی، وہ حضور ﷺ کو صراحتہ گالی دینے والا ہے، اسے قتل کر دیا جائے۔ ہم اس حکم میں قطعاً کوئی استثنائیں کرتے۔ نہ ہم اس میں کوئی شک کرتے ہیں۔ خواہ صراحتہ توہین ہو یا اشارۃ کنایۃ اور یہ سب علماء امت اور اہل فتویٰ کا اجماع ہے۔ عہد صحابہ سے لے کر آج تک رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔“

۶..... والحاصل اللہ لا شک ولا شبهہ فی کفر شاتم النبی ﷺ و فی استباحة قتلہ و هو المنقول عن الائمه الاربعة۔ (فتاویٰ شاہی باب فی حکم سب ایشمن ح ۳۲۱ ص ۳۲۱) ”خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کو گالی دینے والے کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں ائمہ (ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل) سے میکا منقول ہے۔“

۷..... کل من ابغض رسول اللہ ﷺ بقلبه کان مرتدًا فالساب بطريق اولی ثم یقتل حداً عندنا۔ (فتح القدير باب احکام المرتدين ح ۵ ص ۳۲۲) ”جو شخص رسول اللہ ﷺ سے اپنے دل میں بغض رکھے وہ مرتد ہے۔ آپ ﷺ کو گالی دینے والا تو بطريق اولی مستحق گردن زدنی ہے۔ پھر (ختنی نہ رہے کہ) یہ قتل ہمارے نزدیک بطور حد ہوگا۔“

۸..... ایما رجل مسلم سب رسول اللہ ﷺ او کلہہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر بالله و بانت منه زوجته۔ (کتاب الخراج ص ۷۷ فصل فی الحکم المرتد فتاویٰ شاہی ح ۳۱۹ ص ۳۱۹) ”جو مسلمان رسول اللہ ﷺ کو سب کرے یا تحذیب کرے یا عیب لگائے یا آپ کی تتفیص شان کا (کسی اور طرح سے) مرکب ہو، تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس سے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے کلک گئی۔“

۹..... اذا عاب الرجل النبی ﷺ فی شيء کان كالهرا و کذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النبی ﷺ شعیر فقد کفر و عن ابی حفص الکبیر من عاب النبی ﷺ بشعرة من شعراته الکریمة فقد کفر و ذکر فی الاصل ان شتم النبی کفر۔ (فتاویٰ قاضی باب ما یکون کفر امن اسلام ح ۲۲ ص ۳۶۸) ”کسی شے میں حضور پر عیب لگانے والا کافر ہے اور اسی طرح بعض علماء نے فرمایا، اگر کوئی حضور ﷺ کے بال مبارک کو ”شعر“ کے بجائے (بیضہ تغیریت، ”شعیر“ کہہ دے) تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور امام ابو حفص الکبیر (خطی) سے منقول ہے کہ اگر کسی نے حضور ﷺ کے کسی ایک بال مبارک کی طرف بھی عیب منسوب کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور امام محمد بن ”مبسوط“ میں فرمایا کہ نبی ﷺ کو گالی دینا کافر ہے۔“

۱۰..... ولا خلاف بین المسلمين ان من قصد النبی ﷺ بذلك فهو من يتحل الاسلام انه مرتد يستحق القتل۔ (الاحکام القرآن للجصاص ح ۳ ص ۱۰۶) ”کسی مسلمان کو اس میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی

کریم ﷺ کی اہمیت و ایڈا رسانی کا قصد کیا اور وہ مسلمان کہلاتا ہے، وہ مرتد مستحق قتل ہے۔“
یہاں تک تھا میرے بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کتاب و سنت اجماع امت اور اقوال علمائے دین
کے مطابق گستاخ رسول کی سزا بھی ہے کہ وہ حداقل کیا جائے۔ اس کے بعد حسب ذیل امور کی وضاحت بھی
 ضروری ہے:

۱..... بارگاؤ نبوت کی توہین و تفییض کو موجب حد جرم قرار دینے کے لیے یہ شرط صحیح نہیں کہ گستاخ کرنے والے نے
 مسلمانوں کے نہیں جذبات کو مشتعل کرنے کی غرض سے گستاخی کی ہو۔ یہ شرط ہر گستاخ نبوت کے تحفظ کے
 مترادف ہو گئی اور توہین رسالت کا دروازہ کھل جائے گا۔ ہر گستاخ نبوت اپنے جرم کی سزا سے بچنے کے لیے یہ کہہ
 کر چھوٹ جائے گا کہ مسلمانوں کے نہیں جذبات کو مشتعل کرنا میری غرض نہ تھی۔ علاوه ازیں یہ شرط کتاب اللہ
 کے بھی منافی ہے۔ سورہ توبہ کی آیت ہم لکھے چکے ہیں کہ توہین کرنے والے منافقون کا یہ عذر کہ ”ہم تو آپس میں
 صرف دل گئی کرتے تھے۔ ہماری غرض توہین نہ تھی۔“ نہ مسلمانوں کے نہیں جذبات مشتعل کرنا ہمارا مقصد تھا۔ اللہ
 تعالیٰ نے مسٹر کردیا اور واضح طور پر فرمایا۔ لا تعلدوا لد کفرتم بعد ایمانکم۔ (توبہ ۲۶) ”بھانے نہ بناو،
 ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔“

۲..... صریح توہین میں نیت کا اعتبار نہیں۔ ”راغنا“ کہنے کی ممانعت کے بعد اگر کوئی صحابی نیت توہین کے بغیر
 حضور ﷺ کو ”راغنا“ کہتا تو وہ واسمعُوا وَاللّٰهُ فِرِيْنَ عَذَابَ الْيَمَمَ کی قرآنی وعید کا مستحق قرار پاتا، جو اس بات
 کی دلیل ہے کہ نیت توہین کے بغیر بھی حضور ﷺ کی شان میں توہین کا لکھ کہنا کفر ہے۔

امام شہاب الدین خانی ختنی ارقام فرماتے ہیں:

المدار فی الحکم بالکفر علی الطواہر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرآن حالہ.
(نیم اریاض ح ۳۸۹ ص ۴۳۸ معنی دار المکریہ وہ)
”توہین رسالت پر حکم کفر کا مار ظاہر الفاظ پر ہے۔ توہین کرنے والے
کے قصد و نیت اور اس کے قرآنی حال کو نہیں دیکھا جائے گا۔“ ورنہ توہین رسالت کا دروازہ بھی بند نہ ہو سکے گا
کیونکہ ہر گستاخ یہ کہہ کر بھی ہو جائے گا کہ میری نیت اور ارادہ توہین کا نہ تھا۔ لہذا ضروری ہے کہ توہین صریح
میں کسی گستاخ نبوت کی نیت اور قصد کا اعتبار نہ کیا جائے۔

۳..... یہاں اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کی ہوں اور اسلام کی
صرف ایک وجہ کا احتمال ہو تو فتحاء کا قول ہے کہ کفر کا فتوئی نہیں دیا جائے گا۔ اس کا ازالہ یہ ہے کہ فتحاء کا یہ قول
اس تقدیر پر ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کا صرف احتمال ہو، کفر صریح نہ ہو۔ لیکن جو کلام مفهموم
توہین میں صریح ہو اس میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ لفظ صریح میں تاویل نہیں ہو سکتی۔
قاضی عیاضؒ نے لکھا:

قال حبیب ابن الربيع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا يقبل.

(الشفاء باب فی بیان ماهو فی حقه ﷺ ح ۲ ص ۱۹۱)

”حبیب بن ریث نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔“

کسی کلام کا توہین صریح ہونا عرف اور محاورے پر ہتھی ہے۔ مغدرت کے ساتھ بطور مثال عرض کرتا ہوں
کہ اگر کسی کو ولد الحرام کہا جائے اور کہنے والا لفظ ”حرام“ کی تاویل کرے اور کہے کہ میں نے ”المسجد الحرام“ اور

”بیت اللہ الحرام“ کی طرح معظم و محترم کے متن میں یہ لفظ بولا ہے، تو اس کی یہ تاویل کسی ذی فہم کے نزدیک قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ عرف اور محاورے میں ”ولد الحرام“ کا لفظ گالی اور توہین ہی کے لیے بولا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ کلام جس سے عرف و محاورے میں توہین کے معانی مفہوم ہوتے ہوں، توہین ہی قرار پائے گا، خواہ اس میں ہزار تاویلیں ہی کیوں نہ کی جائیں۔ عرف اور محاورے کے خلاف تاویل معتبر نہ ہوگی۔

۲..... یہاں اس شہر کو دور کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر توہین رسول کی سزا حاصل قتل کرنا ہے تو کمی منافقین نے حضور ﷺ کی صرخ توہین کی۔ بعض اوقات صحابہ کرام نے عرض کی کہ حضور ﷺ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس گستاخ منافق کو قتل کر دیں، لیکن حضور ﷺ نے اجازت نہیں دی۔

ابن تیمیہ نے اس کے متعدد جوابات لکھے ہیں، جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

(الف) اس وقت ان لوگوں پر حد قائم کرنا فسا عظیم کا موجب تھا۔ ان کے کلمات توہین پر صبر کر لینا اس فساد کی نسبت آسان تھا۔

(ب) منافقین اعلانیہ توہین رسالت نہ کرتے تھے، بلکہ آپس میں چھپ کر حضور ﷺ کے حق میں توہین آمیز باتیں کیا کرتے تھے۔

(ج) منافقین کے اڑکاب توہین کے موقع پر صحابہ کرام کا حضور ﷺ سے ان کے قتل کی اجازت طلب کرنا اس بات کی دلکشی ہے کہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔

گستاخانی شانی رسالت ابو رافع یہودی اور کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو دیا تھا۔ اس حکم کی بناء پر صحابہ کرام کو علم تھا کہ حضور ﷺ کی شان میں توہین کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔

(د) رسول اللہ ﷺ کے لیے جائز تھا کہ وہ اپنے گستاخ اور موذی کو اپنی حیات میں معاف فرمادیں، لیکن امت کے لیے جائز نہیں کہ وہ حضور ﷺ کے گستاخ کو معاف کر دے۔

(الصارم المسلول ص ۲۳۳ تا ۲۳۴) فی بحث من علم الرسول الکریم فصل حکم شام النبی فی آثار الصحابة نبی اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بجا لائے کہ ”آپ معانی کو اختیار فرمائیں اور جالہوں سے منہ پھیر لیں اور نیکی کا حکم دیں۔“ (اعراف ۱۹۹)

میں عرض کروں گا کہ گستاخ رسول پر قتل کی حد جاری کرنا ایسی حد ہے جو رسول اللہ ﷺ کا اپنا حق ہے۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ کی توہین حضور ﷺ کی امت کے لیے بھی سخت ترین اذیت کا موجب ہے اور اس طرح اس حد کو پوری امت کا حق بھی کہا جاسکتا ہے۔ لیکن بلا واسطہ نہیں بلکہ بوساطہ ذاتِ اقدس کے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اپنا یہ حق کسی کو خود معاف فرمادیں۔ جیسا کہ بعض دیگر احکام شرع کے متعلق دلیل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان احکام میں حضور ﷺ کو اختیار عطا فرمایا۔ مثلاً حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بردہؓ کو بکری کے ایک بچے کی قربانی کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ولن تجزی عن احد بعدك۔ (بخاری کتاب الانبیاء ج ۲ ص ۸۳۲) ”کر (یہ قربانی) تمہارے علاوہ کسی دوسرے پر ہرگز جائز نہیں۔“

ای طرح حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ نے حرم مکہ کی گماں کا نئے کو حرام قرار دیا تو حضرت عباسؓ نے عرض کی ”الا الاذخر“ یعنی ”اُخڑ“ گماں کو حرمت کے اس حکم

سے مستثنی فرمادیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ”إِلَّا إِذْ كُوْرِمْتَ كَعْلَمْ سَهْمَنْ“ یعنی اذ خڑک حرمت کے حکم سے ہم نے مستثنی فرمادیا۔
(بخاری ج ۱ ص ۲۱۶ باب فعل الحرم بالفاظ مسلم باب حرمہم مکتوب ج ۱ ص ۳۳۸)

اس حدیث کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور نواب صدیق حسن خان بھوپالی تحریر پر فرماتے ہیں:
”ودرمہب بعضے آن است کہ احکام مخصوص بود یوے تکلیفہ ہرچ خواہد و برہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند و
بعضے گویند با اجتہاد گفت۔ و اذل اصح اظہر است۔“ (اوج المدعات ج ۲ ص ۵۰۸، مسک المذاہم ج ۲ ص ۵۱۲)
”یعنی بعض کا مذهب یہ ہے کہ احکام شرعیہ حضور ﷺ کے پرداز کر دیے گئے تھے۔ جس کے لیے جو کچھ
چاہیں حلال اور حرام فرمادیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اجتہاد کے طور پر فرمایا تھا اور
پہلا مذهب اصح اور اظہر ہے۔“

ان احادیث کی روشنی میں حضور ﷺ کو یہ اختیار حاصل ہو سکتا ہے کہ کسی حکمت و مصلحت کے لیے
حضور ﷺ ان منافقین پر قتل کی حد جاری نہ فرمائیں، لیکن حضور ﷺ کے بعد کسی کو یہ اختیار نہیں۔
آخر میں عرض کروں گا کہ توہین رسالت کی حد اسی پر جاری ہو سکے گی، جس کا یہ جرم قطعی اور یقینی طور پر
ثابت ہو جائے۔ اس کے بغیر کسی کو اس جرم کا مرتكب قرار دے کر قتل کرنا ہرگز جائز نہیں۔ تو اتر بھی دلیل قطعی ہے۔
اگر کوئی شخص توہین کے کلمات صریح بول کر یا لکھ کر اس بات کا اعتراض کرے کہ یہ کلمات میں نے بولے یا میں
نے لکھے ہیں تو یقیناً وہ واجب القتل ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی بہانے بنائے اور کہتا پھرے کہ میری نیت توہین کی نہ
تھی۔ یا ان کلمات سے میری غرض یہ تھی کہ میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیک پہنچاؤں۔ بہر حال وہ مستحق
قتل ہے۔

علی هذا وہ لوگ جو نبی کریم ﷺ کی توہین صریح کی تاویل کر کے اس کے مرتكب کو کفر سے بچانا چاہیں
بالکل اسی طرح قتل کے مستحق ہیں جیسا کہ خود توہین کرنے والا مستوجب حد ہے۔ شاتم رسول کے حق میں محمد بن سخون
کا قول ہم شفاء، قاضی عیاض اور الصارم المسنون سے لفظ کرچے ہیں کہ:
وَمَنْ شَكَّ فِيْ كُفَرِهِ وَعَذَابِهِ كَفَرَ.

(الشفاء باب ما هو في حقه ﷺ ج ۲ ص ۱۹۰۔ الصارم المسنون باب وجوب قتل سائب النبي ﷺ ص ۷)
سید احمد سعید کاظمی ۲۵ نومبر ۱۹۸۵ء

